ISSN Online : 2709-40
ISSN Print : 2709-40
Vol. 6 No.1 2022

اکرم سحر فارانی کی غزل اور نظم نگاری کا فنی و فکری جائزہ

TECHNICAL AND THEMETIC REVIEW OF AKRAM SAHARFARANI'S GHAZAL AND NAZAM

***ماجد علی**

پی ایچ۔ڈی اسکالر، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

****ڈاکٹر گلشن طارق**

پروفیسر شعبہ اُردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی لاہور

*****ڈاکٹر محمد ارشد اویسی**

صدرِ شعبہ اُردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی لاہور

ABSTRACT

Akram Sahar Farani is a poet of unique and beautiful style and tone. He wrote in all genres of poetry, but Urdu “Ghazal” and poems are his special subject. He was closely associated with the police department in his practical life and saw political, social and religious events and issues very closely. The theme and subject of his “Ghazals” are born from the life and emotions of the living society. His “Ghazals” are a beautiful blend of classical and modern as well as a charming example of beauty and love. In his “Ghazals” he has tried to awaken the believer from his slumber alongwith the teachings of patriotism, friendship, brotherhood and peace. The aspect of optimism is prominent in his Ghazals. In Sahar's “poems” themes like poverty, unemployment, ignorance, inflation, terrorism, prostitution, and freedom of Kashmir are found frequently.

KeyWords:Poetry,Gahzal,Classical,Modern,Beauty,Friendship,Brotherhood,Freedm,Powerty,Terrorism,Inflation,Unemployment

اکرم سحر فارانی کا تعلق سدوزئی پٹھان قبیلے سے ہے۔ اُن کے اباواجداد کا تعلق بابا بلھے شاہ کی نگری ضلع قصور سے تھا۔ ان کے والد کا نام محمد اشرف خان ہے۔ وہ چھ بہن بھائی تھے۔ ان کے والد کھیتی باڑی کا کام کرتے تھے۔ وہ ایک حکیم اور مسلم لیگ کے سرگرم رکن تھے۔ محمد اکرم فارانی کا اصل نام محمد اکرم خان ہے۔ اور آپ 11 ستمبر 1959 کو ضلع گوجرانوالہ کے ایک گاؤں "چک رام داس" میں پیدا ہوئے۔ انکی والدہ کا نام نزیراں بی بی ہے جو ایک گھریلو خاتوں تھی۔ اکرم سحر فارانی نے ابتدائی تعلیم اپنے چچا حیدر علی سے حاصل کی جو مقامی سکول میں استاد تھے۔ سحر فارانی نے 1975 کو ضلع گوجرانوالہ تحصیل کامونکی سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ سکول کیونکہ گھر سے کافی دور تھا اس لیے کئی کلو میٹر تک ان کو روز پیدل چلنا پڑتا تھا۔ پھر چند ماہ بعد ان کے والد نے ان کو سائیکل لے دی اور وہ سائیکل پر سکول آنے جانے لگے۔ 1975 میں میٹرک کرنے کے فوراً بعد گھر کے نامساعد حالات کی وجہ سے گوجرانوالہ میں ایک پنسل بنانے والی فیکٹری میں کام کرنا شروع کر دیا۔ فیکٹری سے واپس آکر اپنے باپ کے ساتھ کھیتی باڑی میں ہاتھ بٹاتے تھے۔ 1979 میں محمد اکرم خان کی شادی آوائل عمری میں ان کی خالہ کی بیٹیار شاد کنول سے ہو گئی۔ اُن کے ہاں چار بیٹیاں اور دو بیٹے پیدا ہوئے۔ 2 جنوری 1980 میں بطور کانسٹیبل پنجاب پولیس میں بھرتی ہو گئے اور پرموشن کے تمام کورسز اعزازات کے ساتھ پاس کیے۔ 1984 میں ہیڈ کانسٹیبل پھر 1993 میں بطور اسسٹنٹ سب انسپکٹر کے عہدے پر ترقی کر گئے۔ 2003 میں وہ سب انسپکٹر کے عہدے پر ترقی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ 2007 میں وہ پولیس انسپکٹر کے عہدے پر ترقی کر گئے۔ انہوں نے محکمہ پولیس کے مجاہد اسکواڈ اور سپیشل برانچ میں بھی کام کیا۔ اس کے علاوہ وہ دو ماہ کے لیے انچارج ریسکیو 15 رہے۔ بطور سٹاف آفیسر ایس، ایس، پی سپیشل برانچ گوجرانوالہ بھی تعینات رہے۔ سابقہ کیپٹن سید احمد مبین شہید جب ایس، ایس، پی ٹریفک لاہور تعینات ہوئے تو اُنہوں نے اُنکی ایمانداری اور محنت کی وجہ سے خاص طور پر اُن کو لاہور ٹریفک پولیس میں بلا لیا۔ 10 ستمبر 2019 نوکری کے اختتام تک وہ اپنی خدمات سٹی ٹریفک پولیس لاہور میں ہی سرانجام دیتے رہے۔ ریٹائرمنٹ پر ان کے لیے الوداعی پارٹی کا انتظام کیا گیا۔ جب ان سے سوال کیا گیا کہ وہ اپنی چالیس سالہ پولیس کے نوکری بارے کیا کہتے ہیں تو انہوں نے فی البدیہہ یہ شعر پڑھا۔

ننگے پاوں ہجر کا صحرا کیا میں نے عبور
وصل کی دہلیز تک آتے جوانی ڈھل گئی

انہوں نے اپنی چالیس سالہ پولیس کی ڈیوٹی انتہائی ایمانداری اور جانفشانی سے عوامی خدمت سمجھ کر کی۔ وہ اپنی پوری سروس کبھی روایتی پولیس آفیسر نہ بن سکے۔ انہوں نے ہمیشہ اپنے ماتحتوں سے پیار محبت اور اچھا برتاو کیا۔ انہوں نے کبھی بھی سخت لہجہ نہ اپنایا بلکہ وہ نہایت نرم دل اور دوسروں کا احساس کرنے والے انسان تھے۔

ISSN Online : 2709-40
ISSN Print : 2709-40
Vol. 6 No.1 2022

انکی ایمانداری کی سب سے بڑی مثال یہ ہے کہ وہ ساری سروس کرایے کے گھر میں رہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد اب جا کر کہیں اُنہوں نے ہربنس پورہ میں ذاتی گھر بنایا ہے۔ محکمہ پولیس میں اعلیٰ ڈیوٹی سرانجام دینے پر ان کو کئی سرٹیفکیٹ اور انعامات سے بھی نوازا گیا۔ اکرم سحر فارانی کو سکول کے وقت سے ہی علم و ادب سے گہرا شغف تھا۔ اُنہوں نے نعت، حمد، غزل، نظم، منقبت، قطعات اور مزاحیہ شاعری میں قسمت آزمائی۔ اُنکی پہلی غزل 1993ء میں ماہنامہ "حرم" لاہور میں چھپ کر منظر عام پر آئی۔ اکرم سحر فارانی مختلف رسائل سے وابستہ رہے اور لکھتے رہے۔ ان میں ماہنامہ جدوجہد، ماہنامہ ٹریفک ٹائم، ادبیات پاکستان، ماہنامہ پاک جمہوریت، ماہنامہ پھول، سہ ماہی خیال و فن، متذکرہ بالا کے علاوہ وہ درج ذیل اخبارات میں بھی لکھتے رہے جن میں روزنامہ جنگ، روزنامہ آفتاب، روزنامہ مشرق، روز نامہ خبریں، روزنامہ جرات، روزنامہ تجارت، روزنامہ پاکستان، ہفت روزہ کلیم، روزنامہ فیملی میگزین، روزنامہ قلم قافلہ، ماہنامہ مجاہد، ماہنامہ اسلام عرض، ماہنامہ نونہال کراچی وغیرہ شامل ہیں۔ اکرم سحر فارانی کو اب تک کئی ادبی ایوارڈ بھی مل چکے ہیں۔ جن میں ادبی تنظیم انجمن فقیران مصطفیٰ نے "توصیف مصطفیٰ نعت ایوارڈ" روزن ادبی ایوارڈ، پاکستان رائٹر گلڈ ایوارڈ، سیرت النبی ایوارڈ، عبدالستار مفتی میموریل ادبی ایوارڈ وارث شاہ انٹرنیشنل ایوارڈ، معمار وطن ایوارڈ، ساغر صدیقی ایوارڈ، بشیر رحمانی ادبی ایوارڈ، اس کے علاوہ دیگر کئی ایوارڈز بھی وصول پا چکے ہیں۔ اب تک ان کی تقریباً سولہ کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ ان کی پہلی کتاب "روداد چمن" ہے جس میں بچوں کی نظمیں شامل ہیں۔ یہ کتاب مقصود۔ پبلیشرز نے شائع کی اس کتاب میں کل 43 نظمیں شامل ہیں۔ ان میں 17 نظمیں بچوں کے لیے ہیں۔ جبکہ باقی دیگر موضوعات پر ہیں۔ "حرف شکایت" اکرم سحر فارانی یہ دوسری کتاب ہے۔ یہ کتاب مدنی گرافکس انار کلی لاہور سے شائع ہوئی۔ اس کتاب میں 75 غزلیں، دو نظمیں، پانچ قطعات شامل ہیں۔ اس کتاب کو رائٹر گلڈ سے پہلا انعام بھی مل چکا ہے۔ "ون سونیاں" یہ کتاب پنجابی نظموں، غزلوں، نغموں، نعتوں، اور منقبت پر مشتمل ہے۔ "قران ناطق" سحر فارانی کا یہ نعتوں کا مجموعہ ہے۔ اس میں کل 73 نعتیں شامل ہیں۔ اس کتاب میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسم کی منظوم انداز میں کھل کر تعریف بیان کی گئی ہے۔ اس کتاب کو الحمد پبلی کیشنز والوں نے 2011 میں شائع کیا۔ اس کتاب نے سیرت النبی ایوارڈ اور دس ہزار روپے نقد انعام اپنے نام کیے۔ پیام سحر اس کتاب میں تقریباً 87 غزلیں اور قطعات شامل ہیں۔ یہ کتاب فروری 2015 میں میں فائن پبلی کیشنز کے پلیٹ فارم سے منظر عام پر آئی۔ منظوم معجزات اس کتاب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے 36 معجزات کو منظوم شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب 2019 میں تعمیر پاکستان پبلی کیشنز والوں نے شائع کی۔ "درسے لگی آنکھ" یہ غزلوں کی کتاب ہے اس میں 29 غزلیں اور قطعات شامل ہیں۔ "آنکھ میں اُترا منظر" یہ کتاب ملی اور واقعاتی نظموں کا مجموعہ ہے۔ اس کتاب میں کل 76 نظمیں شامل ہیں۔ "حسن عقیدت" اس کتاب میں حمد، نعت اور منقبت شامل ہے۔ "کرنین" اس کتاب میں بچوں کی نظموں کو شامل کیا گیا ہے۔ جس میں بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا گیا ہے۔ "قائد کے ہم سفر" اس کتاب میں تحریک پاکستان میں شامل کل 40 مرد و زن کی حیات اور تحریک پاکستان کے لیے خدمات کو منظوم انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ "لقاط فارانی" یہ کتاب اُردو املا اور ادائیگی تلفظ بارے لکھی گئی ہے۔ "جگ بیتی اور بُھل جھڑیاں" اس کتاب میں پنجابی کلام شامل ہے۔

اکرم سحر فارانی کی غزل گوئی:

غزل کو حسن و عشق سے لے کر جذبوں کی آواز تک نیم وحشی صنف سخن اُس وقت تک کہا جاتا رہے گا۔ جب تک غزل کا وجود باقی رہے گا۔ غزل مدتوں سے لے کر آج ک مصروف سفر ہے۔ کلاسیکی شعراء کرام کی خدمات ایک طرف دور جدید میں بھی غزل کہیں پیچھے نہیں رہی۔ لہٰذا دور قدیم سے لے کر دور جدید تک غزل کی ہیت میں نت نئے تجربات کیے گئے ہیں۔ غزل جس نے محبوب کے حسن، زلفوں، ہونٹوں، آنکھوں، رخساروں سے سفر شروع کیا تھا۔ آج اس مقام پر کھڑی ہے جہاں ہر قسم کے موضوعات کو اپنے اندر سمونے کی طاقت رکھتی ہے۔ کسی نے غزل کو نیم وحشی تو کسی نے رسوائے زمانہ قرار دیا۔ ایسے مایوس کن خیالات میں سحر فارانی روشنی کی کرن ثابت ہوئے ہیں۔ ان کی غزلوں کے کئی ایک مجموعے منظر عام پر آ چکے ہیں۔ اُنہوں نے اپنی غزل میں فکر و عمل کے ایسے رنگ بکھرے ہیں۔ جس سے غزل کا میدان قوس قزح کے رنگوں کی طرح سجا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ انکی شاعری بارے پیام سحر میں "ایک خوشگوار تجربہ" کے عنوان سے اعزاز احمد آذر لکھتے ہیں۔

> "اکرم سحر فارانی کی غزل کے مضامین اور موضوعات ہمارے جیتے جاگتے معاشرے کی زمینی حقیقتوں اور ہمارے ارد گرد چلتے پھرتے سانس لیتے اور زندگی کرتے انسانوں کے روز شب اور معمولات حیات و جذبات سے جنم لیتے ہیں۔ مگر ان زمینی حقیقتوں اور انسانی روز و شب کے معمولات کے بیان میں اکرم سحر فارانی اپنے قلم کو بے لگام نہیں ہونے دیتے"(۱)

سحر فارانی نے کلاسیکی روایت ضرور برقرار رکھی لیکن جدیدیت کو بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ جدت اور روایت کا اظہار ملاحظہ ہو۔

آنکھوں سے چھلک جاتے ہیں خاموش فسانے
جب درد کی حرفوں سے وضاحت نہیں ہوتی
دل کی یہ ریاست ہے وہ آزاد جزیرہ

جس پر کسی حاکم کی حکومت نہیں ہوتی(۲)

اکرم سحر فارانی ذوقی مظفر نگری کے شاگردوں میں سے ہیں۔ سحر فارانی کی شخصیت میں اپنے استاد مکرم کی تمام تر خوبیاں موجود ہیں۔ اُنہوں نے عمر بھر شعر و سخن میں ریاضت کی اور اپنے خیالات کو درخشندہ ماہتاب کی مانند پیش کیا۔ اُردو شاعری کی خوش قسمتی ہے کہ اس کو سحر فارانی جیسا چمکتا ہوا ستارہ ملا۔ جس نے اُردو شاعری میں نئے تجربے کرتے ہوئے خیالات کو غزل کے سانچے میں ڈھال کر اُردو شاعری کے دامن مالا مال کر دیا۔ اکرم سحر فارانی کی غزل میں وطن سے محبت کا رنگ چھایا ہوا ہے۔ اُنھوں نے غزل کے ذریعے عوام میں دوستی اور بھائی چارے کا درس دیا ہے۔ ان کی غزل میں سوزو گداز اور سادگی ہے۔ وہ نئے نئے موضوعات تلاش کرتے ہیں اور پھر ان خیالات کو غزل سانچے میں ڈھال پیش کر دیتے ہیں۔ سحر فارانی نے اپنی غزل میں دُکھ، درد اور دنیا کی بے ثباتی کا ذکر بڑے خوبصورت انداز میں پیش کا ہے۔ شعر ملاحظہ ہو۔

حیوانیت کا رقص ہے گلیوں میں ہر طرف
کیا جانے میرے شہر کا انسان کدھر گیا
دو گز زمین شہر خموشاں میں کیا ملی
اب میرے نام کوئی بھی رقبہ نہیں رہا (۳)

ملک پاکستان جو کبھی اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔ ملک وجود میں آنے کے بعد سے آج تک حادثات کا شکار رہا ہے۔ اس ملک کی غیرت اور حمیت کا سودا کیا گیا حالانکہ اس ملک میں اسلام کا بول بالا ہونا چاہیے تھا۔ لوگوں کے حقوق کا خیال رکھا جانا تھا یہاں معاملہ الٹ ہی رہا ہے۔ اقتدار کے اعلیٰ منصبوں پر بیٹھے انسان نما بھیڑیوں نے قتل و غارت اور لوٹ مار کر کے نہ صرف لوگوں کے حقوق کا قتل عام کیا بلکہ غیروں کے سامنے جھک کر اس ملک کا سودا کرنے سے بھی گریز نہیں کیا۔ اکرم سحر فارانی درد دل رکھنے والے انسان ہیں۔ وہ نہ صرف ان تمام چیزوں سے واقف ہیں بلکہ یہ سب چیزیں دیکھ کر ان کا دل افسردہ ہو جاتا ہے۔ ان کو افسوس ہے کہ بحیثیت قوم آج تک ہم وہ عزت حاصل کیوں نہیں کر سکے جس کے ہم حقدار تھے۔ اسی حوالے سے اشعار ملاحظہ ہوں۔

ترستی ہے نظر امن و امان کو
جدھر دیکھو نیا محشر بپا ہے(۴)
اسلام کا دستور ہو کس طرح میسر
اس دور خرافات میں منشور بہت ہیں
اب کان ترستے ہیں ان الحق کی صدا کو
کہنے کو میرے دیس میں منصور بہت ہیں(۵)

اُردو شاعری کا ایک بہت بڑا نام حضرت علامہ محمد اقبال کا ہے۔ اکرم سحر فارانی کی شاعری میں اقبال کی شاعری کے رنگ اور خیالات کی چھاپ کو محسوس کیا جا سکتا ہے۔ سحر فارانی مرد مومن کی سستی اور کاہلی سے نالاں ہیں کہ مرد مومن اسلام کو چھوڑ کر غیر کے در پر سر جھکائے بھیک مانگ رہا ہے۔ سحر فارانی مرد مسلمان کو جگانے کی کوشش کرتے ہیں کہ تیرا وقار یہ نہیں کہ تو آرام طلب زندگی کے لیے غیروں کے آگے جھک جا بلکہ اپنے اندر خود داری پیدا کر تیری منزل تو ستاروں سے بھی آگے ہے۔ تو محنت اور کوشش کر کے اس منزل کو حاصل کر لے۔ سحر فارانی ایک نبض شناس شاعر ہیں انہوں نے پاکستان کے حالات کو بھانپتے ہوئے اپنی شاعری میں سب کچھ بتا دیا تھا جو آج سچ ثابت ہو رہا ہے۔ ہم نے اپنی غیرت اور حمیت کو پس پشت ڈال کر کفار یعنی امریکہ جیسے ملک کے سامنے جھکنا گوارا کر لیا۔ اور افسوس کی بات یہ ہے کہ اسلام کے نام پر بننے والے ملک کے حکمرانوں نے تو اپنے آپ کو بھکاری تک تسلیم کر لیا۔ لیکن سحر فارانی اس چیز کو جانتے ہیں کہ مرد مومن مر تو سکتا ہے لیکن کسی کے سامنے جھک نہیں سکتا اور وہ پُر امید ہیں کہ وہ وقت دور نہیں جب کوئی نہ کوئی مرد مجاہد پیدا ہو گا جو غلامی کی یہ زنجیریں توڑ دے گا۔ اپنی قوم کو لا الہ الا اللہ پر چلنا سکھائے گا۔

تیری منزل تو ہے بام ثریا سے بہت آگے
اُتر ذروں کے شانے سے ستاروں پر سواری کر(۶)

مومن کی آنا سو گئی کافر کے محل میں
اغیار کی دہلیز پہ سر دیکھ رہا ہوں (۷)
وقت کے شمر سے کہہ دو کہ خبر دار رہے
جھک نہیں سکتا یہ سر جائے گا دستار کے ساتھ(۸)

اکرم سحر فارانی کی غزل میں دور حاضر کی غیر یقینی، کربناکی اور دردمند صورتحال کا بیان ہے لیکن وہ اس دُکھ درد کو عارضی تصور کرتے ہیں اور پُر اُمید ہیں کہ ایک دن دُکھوں کے بادل چھٹ جائیں گے۔ اور ہر طرف امن ہی امن ہو گا۔ اکرم سحر فارانی دور حاضر میں شاعر اُمید کے طور پر اُبھر کر ہمارے سامنے آئے ہیں شعر ملاحظہ ہو۔

مرا کیا ہے میں جل بجھ جاؤں گا شعلوں کے طوفان میں
مگر پچھتائیں گے شعلے مرے گھر کو جلانے پر(۹)

اکرم سحر فارانی کی یہ بہت بڑی خوبی ہے کہ وہ زندگی سے مایوس نہیں ہوتے بلکہ ان کی شاعری میں ایک مثبت رویہ اور اُمید کا پہلو ہمیشہ موجود رہتا ہے۔ سحر فارانی جب تھک ہار جاتے ہیں تو وہ اپنے افکار اور خیالات میں پناہ تلاش کرتے ہیں۔

چراغ دل جلاوں گا نوید صبح آنے تک
شب غم ڈھل ہی جائے گی سحر آہستہ آہستہ(۱۰)
اے کاش اندھیروں کے نگر میں ہو اُجالا
میں شب کے پس
پردہ سحر دیکھ رہا
ہوں (۱۱)

جب وہ اپنے ملک میں غربت کی بات کرتے ہیں تو ان کا کلیجہ پھٹ کر منہ کو آتا ہے۔ وہ ملک میں بے تحاشا بڑھتی ہوئی مہنگائی، بھوک اور افلاس سے تنگ لوگوں اور بھوک سے بلکتے شیر خوار بچوں کے لیے پریشان رہتے ہیں۔ جب کسی خوشی کے موقع پر وہ ایسے غریب اور لاوارث بچوں کو چیتھڑوں میں دیکھتے ہیں تو ان کا دل خون کے آنسو روتا ہے۔

لے گئی ظالم میرے بچوں سے روٹی چھین کر
چاہتی ہے اور کیا مجھ سے یہ مہنگائی سے پوچھ
اس خوف سے بیچا ہے کہ مر نہ جائے بھوکا
ماں لخت جگر تو کسی صورت نہیں دیتی(۱۲)

اکرم سحر فارانی ان تمام معاشرتی مسائل اور بگڑے ہوئے حالات وواقعات سے پریشان اور افسردہ ضرور ہیں۔ لیکن ان کا حوصلہ بلند ہے ان کی فکر جوان ہے وہ بلند حوصلگی اور اُمید سے آگے بڑھتے دکھائی دیتے ہیں۔

پُرعزم ہوں منت کش ساحل نہیں ہوتا
کشتی مری طوفان کی موجوں پہ رواں ہے(۱۳)
عشق میں جب ہمجنوں کی سرحدوں تک
آ گئے
راہ کا جو بھی تھا پتھر راستے سے ہٹ گیا(۱۴)

سحر فارانی کی شاعری میں جہاں اپنی قوم کے دکھوں اور مصیبتوں کا ذکر ملتا ہے۔ وہاں انکی شاعری میں حسن و عشق کا دریا بھی ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ انہوں نے اپنے مجموعے "در سے لگی آنکھ" میں زیادہ تر رومانوی موضوعات کو اشعار کے قالب میں ڈالا ہے۔ سحر فارانی گوشت پوست کے انسان کی خوبصورتی کو در حقیقت قدرتی خوبصورتی سمجھتے ہیں۔ سحر کی شاعری میں جہاں کلاسیکی رچاؤ وہاں ان کی شاعری میں رومانویت، تغزل اور معاملات حسن و عشق سے بھری پڑی ہے۔ وہ ہوا کے جھونکوں میں بھی محبوب کی آہٹ تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ فصل گل میں تیز ہواوں سے لہلہاتے ہوئے پھول دیکھ کر تو سحر فارانی کے من میں ہلچل سی مچ جاتی ہے۔

ہوائیں جب سناتی ہیں ترے آنے کی خوشخبری
ضروری کام بھی اکثر میں کل پر چھوڑ دیتا ہوں(۱۵)
جس دن ترے چہرے کی زیارت نہیں ہوتی
اس دن مری آنکھوں کی عبادت نہیں ہوتی(۱۶)

سحر فارانی کی شاعری میں اقبال کا فلسفہ فکر، غالب کی شاعری جیسا تنوع، حسرت موہانی کی شاعری کا رنگ تغزل، میر تقی میر کی سی سادگی، داغ دہلوی کی دل نشین چھیڑ چھاڑ، ولی دکنی کی جمال پرستی اور ناصر کاظمی کا سا درد یکجا دکھائی دیتا ہے۔ اکرم سحر فارانی ایک شاعر کے ساتھ ساتھ ماہر زبان بھی ہیں وہ اپنے اشعار میں اکثر و اوقات محاورات کا بر وقت استعمال کرتے ہیں جس سے شاعری میں حسن پیدا ہو جاتا ہے۔ شعر ملاحظہ ہو۔

ڈھونڈتا ہے وہ بچانے کے بہانے ورنہ
ڈوبتے شخص کو تنکے کا سہارا کیا ہے
صبح اُمید کو خفا کر کے
رات کاٹی خدا خدا کر کے(۱۷)

سحر فارانی کی شاعری کی ایک اور بڑی خوبی سہل ممتنع ہے۔ دیکھنے میں تو کلام عام اور سادہ سا لگتا ہے لیکن اگر ایسا ایک بھی شعر لکھنا چاہیں تو بہت مشکل ہو جائے۔ سحر فارانی سہل ممتنع کے حوالے سے غالب اور مومن کے شانہ بشانہ کھڑے دکھائی دیتے ہیں۔ ان کے شعر دیکھنے میں تو انتہائی سادہ اور عام فہم لگتے ہیں لیکن جب کوئی ایسا شعر لکھنا چاہتا ہے تو یہ اس کے بس کی بات نہیں رہتی۔ شعر ملاحظہ ہو۔

محبت عام ہوتی جا رہی ہے
برائے نام ہوتی جا رہی ہے
پی کے اک دیدہ گلابی سے
عمر بھر رہے شرابی سے (۱۸)

صنف نازک ہر شاعر کا محبوب موضوع رہا ہے۔ سحر فارانی کے دل پر محبوب نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ اب اس کی سانسیں محبوب کے پاس گروی پڑی ہوئی ہیں۔ محبوب چاہے تو اپنے گیسوؤں کے چنگل سے آزاد کر دے چاہے تو مار ڈالے۔ سحر فارانی کی شاعری بھی روایتی عشق کی مثلث "عاشق، محبوب، رقیب" کے گرد گھومتی ہے۔ سحر فارانی کے عاشق کے سامنے جب رقیب محبوب سے وصل کا ذکر کرتے ہیں تو ان کے عاشق کی حالت غیر ہو جاتی ہے۔

رویا ہے غم ہجر گلے مجھ کو لگا کر
غیروں نے تیرے وصل کے چھیڑے جو افسانے(۱۹)

اُردو شاعری کے زیادہ تر عاشق محبوب کے سامنے کوئی شکوہ شکایت کرنے کی جسارت نہیں کر پاتے بلکہ وہ محبوب کے ظلم و ستم کو چُپ چاپ سہتے رہتے ہیں۔ گلیوں بازاروں میں اپنا گریباں پھاڑے اپنے محبوب کے ظلم کی دہائی دیتے نظر آتے ہیں۔ لیکن محبوب کے سامنے بات کرنے کی ہمت نہیں کر پاتے یہ خوبی صرف غالب کو زیب دیتی ہے جو اپنے محبوب کے سامنے نہ صرف سینہ تان کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ بلکہ محبوب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتا ہے حتیٰ کہ محبوب کو فتنہ فسادی تک کہنے سے گریز نہیں کرتا۔ اسی طرح سحر فارانی تھوڑی ہمت ضرور کرتا ہے لیکن غالب کی طرح محبوب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کی بجائے وہ صرف یہ کہتا ہے اگر اُس کا محبوب ظلم و ستم کرنا بند نہیں کرتا تو پھر ضروری نہیں اس کا عاشق اسکی خیر خواہی کی دعائیں کرے۔

میں نظر انداز کر کے بے وفا کی ہر خطا
اسکو جینے کی دعا دوں یہ ضروری تو نہیں(۲۰)

اکرم سحر فارانی برصغیر کی عورت کو ٹیڑھی چیز گردانتے ہیں۔ان کے نزدیک عورت کو زبردستی تبدیل نہیں کیا جاسکتا بلکہ اس کو پیار محبت سے بدلا جاسکتا ہے۔اور وہ یہ بھی خیال کرتے ہیں کہ ہمارے معاشرے کی عورت کی آنکھ میں شرم وحیااور پردہ ہوتا ہے۔اس لیے اسکو ظاہری پردے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

جبر سے کون بدل سکتا ہے عورت کا چلن
آنکھ میں گر نہ حیا ہوتو ردا کچھ بھی نہیں(۲۱)

اکرم سحر فارانی نے اُردو کے دیگر شعراء کرام کی طرح اپنی غزل میں تضمین کا استعمال کیا ہے۔وہ اپنے اشعار میں تضمین لگا کر اپنی فنی مہارت کا اظہار کرتے ہیں۔سحر فارانی کی شاعری میں اُردو کے کلاسیکی شعراء کی شاعری کا گہرا اثر موجود ہے۔ان کے اکثر اشعار میں تو غالب کا لب ولہجہ نظر آتا ہے۔مرزا اسد اللہ غالب کے شعر کا مصرعہ لگا کر بنائی گئی تضمین ملاحظہ ہو۔

میں ہوں آزاد آج کل پھر بھی
نیند کیوں رات بھر نہیں آتی
رشک اپنوں پہ کب نہیں آتا
اشک آتے ہیں جب نہیں آتا(۲۲)

اکرم سحر فارانی کیونکہ محکمہ پولیس میں خدمات سرانجام دیتے رہے وہ جرائم کی وجوہات کو سمجھتے ہیں۔ان کا جرائم پیشہ افراد سے واسطہ پڑتا رہا۔اُن کے نزدیک کوئی مجرم ماں کے پیٹ سے مجرم پیدا نہیں ہوتا بلکہ حالات اور وقت اس کو اس نہج پر لے آتا ہے۔سحر فارانی کے نزدیک غربت جرائم کی جڑ ہے۔غریب انسان کو جب کھانے کو روٹی نہیں ملتی،اس کے بچے بھوک سے بلکتے ہیں،بچوں کے پیٹ کے دوزخ کو بھرنے کے لیے وہ جرائم کی طرف راغب ہو جاتا ہے۔اور وہ سفاک اور سنگدل بن جاتا ہے۔

افلاس کا انجام ہے آغاز جرائم
افلاس بنا دیتا ہے انسان کو سفاک(۲۳)

اکرم سحر فارانی کی نظم نگاری:

اُردو نظم نگاری کا بڑا نام اکرم سحر فارانی اُن کو اُردو نظم نگاری کے جس مقام پر ہونا چاہیے تھا ان کو وہ عزت،شہرت اور مقام حاصل نہیں ہوا۔اکرم سحر فارانی کا شمار دورِ حاضر کے اہم نظم نگاروں میں ہوتا ہے۔انہوں نے اپنی نظموں میں قائداعظم کی قائدانہ صلاحیتوں کی تعریف اور ان کی خوبیوں کا ذکر کیا ہے۔قائداعظم نے اپنی قوم میں اخوت اور بھائی چارے کا درس دیا۔ملت کی عظمت اور عزت قائداعظم کی محنت سے جڑی ہوئی ہے۔

عظمت احرار ملت قائد اعظم سے ہے
جذب خریت کی حرمت قائد اعظم سے ہے(۲۴)

اکرم سحر فارانی درددل رکھنے والے شاعر ہیں۔انہوں نے قوم کی غربت اور افلاس کے درد کو محسوس کیا۔غربت اور بے روزگاری کے ہاتھوں تنگ لوگوں کی خودکشیوں کو موضوع سخن بنایا ہے۔انہوں نے سڑکوں پر بھوک سے تڑپتے اور بلکتے بچوں کو دیکھا اور ان کے درد کو محسوس کیا۔وہ ملک کے حکمرانوں کو اس کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں۔

تپتی ہوئی سڑک پر نازک سا پھول دیکھو
گلشن کے پاسدارو اپنے اصول دیکھو(۲۵)

اکرم سحر فارانی نے اپنی نظموں میں نشہ آور اشیا اور ان کے نقصانات کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے ہیروئن اور شراب نوشی پر باقاعدہ نظمیں تحریر کیں۔ ان کی نظم "طلسمات شراب" میں تو ان کا فن سخن کمال درجے کو پہنچا ہوا ہے۔ اس نظم میں مرزا ہادی رسوا کے ناول "امراو جان ادا" والی امراو کی جھلک نظر آتی ہے جس کو چھوٹی عمر میں اغوا کر کو ٹھے پر بیچ دیا گیا تھا۔ ایسے ہی ایک کردار کا بیان مینا کماری کی آخری فلم "پاکیزہ" میں دکھایا گیا ہے۔ جس میں ایک نواب کے ناجائز خون یعنی اس کی بیٹی کو کوٹھوں اور مجروں کی زینت بنتے دکھایا گیا ہے۔ سحر فارانی نے بھی اس نظم میں لاہور کی ہیرا منڈی کا ذکر کیا ہے جہاں ایک دن گزرتے ہوئے انہوں نے اس بارونق بازار میں جسموں کی سودے بازی پر بحث و تکرار ہوتی دیکھی۔ اسی نظم میں انہوں نے ایک ایسے ہی شرابی کا ذکر کیا ہے جو شراب کے نشے میں دھت اپنی ہوس کو مٹانے کے لیے بازار کا رُخ کرتا ہے۔ لیکن جس طوائف کا وہ دلدادہ ہے وہ اصل میں اسی کی بیٹی ہے جس کو چھوٹی عمر میں اغوا کر کے کسی نگار خانے میں بیچ دیا گیا تھا۔ ایک دن طوائف کا اصل نام اور چہرے کا نشان دیکھ کر شرابی کو پتا چلتا ہے کہ یہ تو اسکی سگی بیٹی ہے تو اُس پر سکتہ طاری ہو جاتا ہے وہ پتھر بن کر رہ جاتا ہے اور ندامت کی اس نہج پر کھڑا ہوتا ہے جہاں زمین اس کو غرق ہونے کو جگہ دینا بھی گوارہ نہیں کرتی۔ لہٰذا وہ اپنے آپ کو کوستا ہے کہ کاش وہ یہ دن دیکھنے سے پہلے مر جاتا۔

اُس کے چہرے کا نشان دیکھا تو گھبرا گیا
یاد اپنی گم شدہ لڑکی کا نقشہ آگیا
نام جب اصلی بتایا اس طوائف نے اُسے
ڈوب کر بحر ندامت میں بدن پتھرا گیا(۲۶)

انہوں نے اپنی نظموں میں وطن سے محبت کا درس دیا۔ اپنی ملی نظموں میں پاک فوج کے جری جوانوں اور مجاہدین اسلام کو خراج تحسین پیش کرنے کے ساتھ ساتھ ان کو پیغام دیا ہے کہ اپنے وطن پاک کی آن، بان، شان اور حفاظت کے کے لیے ہر وقت تیار رہیں۔ اپنی نظم "مرد مجاہد" میں انہوں نے کشمیر میں ہونے والے ظلم و ستم کا ذکر کیا ہے اور اُمید ظاہر کی ہے کہ اس جنت نظیر وادی کشمیر کی حفاظت اور آزادی کی خاطر دشمن سے خون کے آخری قطرے تک لڑیں گے۔ اُنہوں نے اپنی قوم کے نوجوانوں کو ترغیب دی ہے کہ ہاتھ میں تلوار پکڑو اور باطل کے خلاف ڈٹ جاو۔ شعر ملاحظہ ہو۔

آواز ہمیں دی ہے کشمیر کے شعلوں نے
جو آگ لگاتے ہیں وہ ہاتھ جلا دیں گے(۲۷)

سحر فارانی کو اپنے وطن سے گہری محبت ہے وہ اپنی نظموں میں شہدائے اسلام کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ وہ ان بہادر شہیدوں کو سلام پیش کرتے ہیں۔ وہ اپنی نظم "جشن پاکستان" میں قوم کو خوشیاں منانے اور وطن کی سلامتی کا درس دیتے ہیں۔ اُنہوں نے اپنی شاعری میں پاک چین دوستی بارے بھی لکھا ہے۔ وہ پاکستان اور چائنہ کو دو بھائی قرار دیتے ہیں۔ چین پاکستان دو جسم ایک جان ہیں۔ اگر ایک کو تکلیف ہو تو دوسرا اُس کو محسوس کرتا ہے۔ سحر فارانی نے اپنی نظم "کرکٹ ٹیم" میں ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی پر اظہار تشویش کیا ہے کہ اتنی تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی مسائل کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔ اپنی نظم "العراق" میں انہوں نے کفار کی طرف سے عراق پر حملوں اور عراق کی تباہ کاریوں کا ذکر بڑے کرب کے ساتھ کیا ہے۔ انہوں نے اپنی نظم "حبیب جالب کی یاد میں" انقلابی شاعر حبیب جالب کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ اور انکی شاعرانہ عظمت کا اعتراف کیا ہے۔ اس کے علاوہ سحر فارانی نے بچوں کے ادب میں بھی نمایاں خدمات سر انجام دی ہیں۔ انہوں نے بچوں کے لیے نظمیں لکھیں جن میں بچوں کو وطن سے محبت کا درس دینے کے ساتھ ان کی ذہنی اور اخلاق تربیت بھی کی ہے۔ اُنہوں نے اپنی نظم "ورزش" میں بچوں کو ورزش کے فوائد سے روشناس کروایا ہے۔ اور ان کو بتایا ہے کہ ورزش کیوں ضروری ہے۔

جاگو جاگو پیارے بچوں
میرے دیس کے سارے بچوں
صبح سویرے جلدی جاگو
سیر کو جاو دوڑو بھاگو

اس کے علاوہ انھوں نے بچوں کے لیے مچھر، میرا طوطا، ہیپی برتھ ڈے، سگریٹ کے نقصانات، معذور بچے، انکی خوشیوں کا خیال، بکری، پاکستان بنایا، سگریٹ کے نقصانات نئے سال کا جشن، وغیرہ جیسی عمدہ نظمیں لکھیں۔

حوالہ جات

1:اکرم سحر فارانی"پیام سحر"لاہور:فائن بپلی کیشنز انار کلی نیلا گنبد،2015ء ص17
2:اکرم سحر فارانی"حرف شکایت"لاہور:مدنی گرافکس انار کلی،2011ء ص29/28
3:اکرم سحر فارانی"پیام سحر"لاہور:فائن بپلی کیشنز انار کلی نیلا گنبد،2015ء ص136
4:ایضاً۔ص125
5:اکرم سحر فارانی"حرف شکایت"لاہور:مدنی گرافکس انار کلی،2011ء ص170
6:ایضاً۔ص172
7:ایضاً۔ص107
8:اکرم سحر فارانی"پیام سحر"لاہور:فائن بپلی کیشنز انار کلی نیلا گنبد،2015ء ص27
9:اکرم سحر فارانی"حرف شکایت"لاہور:مدنی گرافکس انار کلی،2011ء ص117
10:ایضاً۔ص45
11:اکرم سحر فارانی"پیام سحر"لاہور:فائن بپلی کیشنز انار کلی نیلا گنبد،2015ء ص51
12:اکرم سحر فارانی"حرف شکایت"لاہور:مدنی گرافکس انار کلی،2011ء ص46
13:ایضاً۔ص123
14:اکرم سحر فارانی"پیام سحر"لاہور:فائن بپلی کیشنز انار کلی نیلا گنبد،2015ء ص126
15:ایضاً۔ص24
16:اکرم سحر فارانی"حرف شکایت"لاہور:مدنی گرافکس انار کلی،2011ء ص28
17:اکرم سحر فارانی"پیام سحر"لاہور:فائن بپلی کیشنز انار کلی نیلا گنبد،2015ء ص48/38
18:اکرم سحر فارانی"حرف شکایت"لاہور:مدنی گرافکس انار کلی،2011ء ص79/72
19:اکرم سحر فارانی"پیام سحر"لاہور:فائن بپلی کیشنز انار کلی نیلا گنبد،2015ء ص113
20:ایضاً۔ص41
21:ایضاً۔ص59
22:ایضاً۔ص166/114
23:ایضاً۔ص157
24:اکرم سحر فارانی"روداد چمن"لاہور:مقصود پبلیشرز سرور مارکیٹ اردو بازار،2003ء ص35
25:ایضاً۔ص38
26:ایضاً۔ص51
27:ایضاً۔ص54
28:ایضاً۔ص97